پکاری زینبِ مضطر میرے حسین آؤ
کہاں ہو میرے برادر میرے حسین آؤ

نہ دوپہر میں کہیں آئی ہے قضا ایسی
نہ آئی شام کوئی شام کربلا جیسی
لٹا نہ ایسا بھرا گھر میرے حسین آؤ

میں جانتی ہوں کٹھن ہے میرا سفر بھائی
وہ شام کوفہ کی گلیاں ہے رہ گذر بھائی
نہ ہوگا مقنع نہ چادر میرے حسین آؤ

پرائے دیس میں زینب تو ہو گئی تنہا
نہ سر پہ بھائی کا سایا نہ ساتھ بچوں کا
کہاں گئے میرے دلبر میرے حسین آؤ

جوان بیٹا پکارے ضعیف بابا کو
لگی ہے سینے میں برچھی اے بابا جاں آؤ
ہے دم کا مہماں یہ اکبر میرے حسین آؤ

اُٹھا کے ہاتھوں پہ شبیر نے دِکھایا ہے
طلب پہ آب کے بدلے میں تیر کھایا ہے
نہ آیا لوٹ کے اصغر میرے حسین آؤ

گلے پہ خنجر خوں خوار چلتے دیکھا ہے
تڑپتے خاک پہ بھائی کو اپنے دیکھا ہے
پکارا عرش بھی رو کر میرے حسین آؤ

نہیں ہے کوئی دعا اور اِس دعا کے بعد
یہ سیفِ دین رہے شاد اور سدا آباد
ہمیشہ شہ کی مدد پر میرے حسین آؤ